OPEN ACCESS
Hazara Islamicus
ISSN (Online): 2410-8065
ISSN (Print): 2305-3283
www.hazaraislamicus.hu.edu.pk

Hazara Islamicus, Vol.:8, Issue: 2, July-Dec 2019
PP: 85-106

Scan for Online Version

استیجار الرحم۔شرعی احکام
Surrogacy in the light of Islamic Shariah

Sumaira Mahmood
M.Phil Scholar, Deptt of Islamic Studies, University of Punjab

Dr Shahida Parveen
Associate Professor, Deptt of Islamic Studies, University of Punjab

Abstract

Surrogacy is completely scientific process through which a woman act as an incubator for another couple or otherwise, it is most modern cure for infertility either in women or men also world widely accepted and practiced. The paper tells the process of surrogacy and views of Muslim Scholars on surrogacy. International Fiqq academies and organization vehemently rejected and condemned this process, they considered it as unlawful sexual intercourse(Zina) because of "Ikhtlat e Nasb" and quote large number of verses and ahadith. Those Scholars rejected all dimensions like practicing this process by doctors, trade of sperms and eggs, taking lease on wombs etc. A few scholars also support this process on some conditions. FSC Pakistan declared surrogacy and practicing it by any mean is illegal.

Keywords: *Surrogacy, Islamic Shariah*

استیجار الرحم کے سلسلے میں حکم شریعہ، قانونی احکام اور دیگر مسائل سمجھنے سے پہلے اسکا لفظی و اصطلاحی مفہوم سمجھنا ضروری ہے۔

استیجار الرحم کی اصطلاح ''مرکب اضافی'' ہے۔استیجار ''مضاف'' ہے اور الرحم " مضاف الیہ '' ہے۔استیجار لفظ 'اجارہ' سے مشق ہے اور اجارہ سے مراد کسی مال یا تملیک سے منافع حاصل کرنا ہے۔استیجار الرحم میں دو اصطلاحیں ہیں ایک 'اجارہ' اور دوسرا 'الرحم'

"اجر" باب' ضرب یضرب' سے آتا ہے،اس کا مضارع "یأجر"آتا ہے،اس وقت اس کے معنی ہوں گے کہ " کسی کو اس کے عمل کی جزا دینا" یہ باب " استفعال" سے آتا ہے جیسا کہ " اِستاجَرَ، یستاجِرُ، استیجار " اس وقت اس کے معنی

"اجرت طلب کرنا یا کرایہ طلب کرنا" آئیں گے۔[1]

رحم کے لغت میں دو مفہوم ہیں: الأول: الرحم: هو بيت منبت الولد ووعاؤه فى البطن

الثانی:الرحم: اسم لكافة الاقارب من غير فرق بين المحرم وغيره[2]

ترجمہ: پہلا یہ کہ بچے کے پیدا ہونے کی جگہ (گھر) جو عورت کے پیٹ میں موجود ہے۔

دوسرا یہ کہ رشتہ داروں کے لیے یہ نام ہے جو محرم اور غیر میں فرق کرتا ہے۔

استیجارالرحم کی تعریف:

استيجارالأرحام: هو تلقيح ماء رجل (النطفة) بماء امرأة (البويضة) تلقيحاً خارجياً فى وعاء اختبار ثم زرع هذه البويضة الملقحة (اللقيحة) فى رحم امرأة أخرى تتطوع بحملها حتى ولادة الجنين أو مقابل أجر معين[3]

ترجمہ: "رحم کو اجرت پر یا کرایہ پر دینا: ایک مرد کے مادہ منویہ (sperm) کو عورت کے مادہ منویہ (Egg) میں تلقیح کیا جاتا ہے یہ آبیدگی بیرونی طور پر ایک ٹیسٹ ٹیوب میں کی جاتی ہے پھر یہ نشوونما پائے ہوئے بیضۃالمنی کو ایک دوسری عورت کے رحم (Uterus) کے اندر داخل کیا جاتا ہے جو اس بیضۃالمنی کے لئے حاملہ ہوتی ہے حتیٰ کہ اس حمل کو جنتی ہے اور اس کے بدلے میں معین اجرت لیتی ہے۔"

***Surrogate motherhood**, practice in which a woman (the surrogate mother) bears a child for a couple unable to produce children in the usual way, usually because the wife is infertile or otherwise unable to undergo pregnancy, the resulting embryo is implanted in the surrogate mother. Normally, in either procedure, the surrogate gives up all parental rights, but this has been subject to legal challenge.*[4]

استیجارالرحم Surrogacy ایک عقد ہے جس میں رحم Uterus کو کسی دوسرے کے جنین سے حمل ٹھہرا کر منفعت حاصل کی جاتی ہے۔اس عمل کے تحت دیگر سائنسی اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں جو درج ذیل ہیں:

- الرحم الظئر (Uterine Uterus)
- شتل الجنين (Embryo Implantation)
- المضيفة/بيضہ (Host/ Egg Retrieval)
- بیضۃالمنی عطیہ کرنے والا (Egg Donor)
- الحاضنہ/ام المستاجر (Incubator\Surrogate Mother)
- الام المستعارة (Intended Mother)
- تولیدی اینڈوکرنئولاجسٹ (نالی کے بغیر غدود اور ان کی رطوبتوں کے علم میں ماہر)/ Reproductive -Endocrinologist (RE).

استیجارالرحم کی اقسام

روایتی استیجار الرحم Traditional Surrogacy

Traditional surrogacy (also known as partial, genetic, natural or straight surrogacy) involves natural or artificial insemination of a surrogate. If the intended father's sperm is used in the insemination, then the resulting child is genetically related to the intended father and genetically related to the surrogate. If donor sperm is used, the resulting child is not genetically related to either intended parent but is genetically related to the surrogate.[5]

اس عمل میں نطفہ کو قدرتی طریقہ یا تلقیح الصناعی کے ذریعے براہ راست بیوی کے یا ام المستائجر کے رحم میں کسی خاص سائنسی عمل کے بغیر رکھا جاتا ہے۔اس طرح پیدا ہونے والا بچہ مطلوبہ باپ سے متعلق ہوتا ہے اور اگر عطیہ کیا ہوا نطفہ استعمال کیا ہو تو وہ جینیاتی طور پر مطلوبہ والدین سے تعلق تو نہیں رکھتا البتہ ام المستائجر سے اس کا جینیاتی تعلق ضرور ہوتا ہے۔

المضیفہ استیجار الرحم Gestational Surrogacy

حمل سے متعلقہ تولیت (میزبان یا مکمل تولیت کے طور پر بھی جانا جاتا ہے) سب سے پہلے اپریل 1986 میں حاصل کیا گیا تھا جب درز جاج تخم ریزی (*IVF*) ٹیکنالوجی کے ذریعے جینین کی تخلیق کی گئی اور ایک ام المستاجر (سروگیٹ) میں رکھا گیا، بعض اوقات اسے حمل سے متعلقہ کیریئر بھی کہا جاتا ہے۔حمل سے متعلقہ تولیت یا کوائفی طریقہ کار کی بے شمار اقسام یا صورتیں ہیں، لیکن ہر صورت کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچے کا ام المستاجر یا سروگیٹ سے کوئی جینیاتی تعلق نہیں ہوتا ہے۔(ملاحظہ ہو *en.wikipedia.org*)

مضیفہ استیجار الرحم میں زن و شو کا مادہ منویہ ایک خاص سائنسی عمل کے ذریعے ایک دوسری عورت کے رحم رکھا جاتا ہے جو اجرت کے عوض مادریت کے تمام حقوق جینیاتی والدین کے سپرد کر دیتی ہے۔ماخوذ *Encyclopedia Britannica*

استیجار الرحم کی صورتیں:

روایتی استیجار الرحم کی صورتیں ہیں جس میں بیضہ کا تعلق ام المستاجر سے ہے:

ا۔ نطفہ سماجی باپ یا جینیاتی باپ کا ہوتا ہے۔
ب۔ نطفہ ام المستاجر کے شوہر کا ہوتا ہے۔
ج۔ نطفہ کسی اجنبی کا ہوتا ہے۔

کوائفی استیجار الرحم *Gestational Surrogacy* کے معاملہ میں ام المستاجر ایک ذرخیزی کیا ہوا اجنبی بیضہ کی حاضنہ *Host* ہوتی ہے۔اس کی پانچ واضح صورتیں ہیں:

ا۔ ذرخیزی کیا ہوا بیضہ Ovum اور نطفہ Sperm سماجی یا حیاتیاتی والدین کے ہوتے ہیں۔
ب۔ سماجی ماں کا بیضہ اجنبی کے نطفہ کے ذرخیزی کرکے ام المستاجر کے رحم میں رکھا جاتا ہے۔
ج۔ نطفہ ام المستاجر کے شوہر کا لیا جاتا ہے اور بیضہ اجنبی عورت کا ہے اور ان کو ام المستاجر کے رحم میں رکھا جاتا ہے۔۔
د۔ ذرخیزی کیا ہوا نطفہ اور بیضہ ایک اجنبی زوجین کا ہوتا ہے۔
ہ۔ پانچویں صورت یہ کہ ذرخیزی کیا ہوا نطفہ اور بیضہ دونوں غیر شادی شدہ مرد و عورت کے ہوتے ہیں۔

یہ ساری آٹھ صورتیں ہیں ان کے علاوہ بھی تصور کی جا سکتی ہیں ان صورتوں کو سمیعہ مقبول نیازی صاحبہ نے تفصیلاً اپنے مضمون ' اسلامی قانون اورام المستاجر ' میں کیا اس کا حوالہ اس مضمون کے آخر میں دیا گیا ہے۔

استیجارالرحم surrogacy کے لیے مختلف سائنسی تکنیکیں

استیجارالرحم ایک مکمل طور پر سائنسی عمل ہے جس کی مختلف اقسام اور مراحل ہیں لیکن تقریباً تمام اقسام دو قسموں کے ہی تحت آجاتی ہیں وہ ہیں :

1۔ تلقیح الاصطناعی *Artificial Insemination*

2۔ درز جاج تخم ریزی *In Vitro Fertilization*

تلقیح الاصطناعی *Artificial Insemination*

A process by which spermatozoa are collected from males and deposited in female genitalia by instruments rather than by natural service.[6]

طریقہ کار *Procedure*

- Semen یعنی شوہر کا نطفہ یا عطیہ کیا ہوا نطفہ لیا جاتا ہے۔
- اگر Semen عطیہ کیا ہو تو پہلے اس پر مختلف بیماریوں کی جانچ کے ٹیسٹ کئے جاتے ہیں پھر ان کو wash کیا جاتا ہے تاکہ ایسے عناصر کو ہٹا دیا جائے جو اس عمل میں حائل ہوتے ہیں۔
- Sperm کی تیاری کے بعد ڈاکٹر اسے سرنج کے ذریعے عورت کے اندام نہانی میں ڈالتا Implant کرتا ہے۔
- بہترین نتائج کے لئے IUI کا عمل Ovulation[7] کے فوراً بعد کیا جاتا ہے۔[8]

درز جاج تخم ریزی/ان وٹرو فرٹیلائزیشن *In Vitro Fertilization*

آئی وی ایف *IVF* انسانی جینین کا ماں کے جسم کے باہر آبیدگی کا طریقہ کار ہے، اس میں ماں کے جسم سے بہت سے بیضۃالمنی نکال کر لیبارٹری میں ایک کلچر ڈش (*Petri dishes*) پر رکھا جاتا ہے باپ کا مادہ منویہ اس میں شامل کیا جاتا ہے، یا بہت سے معاملات میں مادہ منویہ سیدھا بیضہ دانی میں سرنج کے ذریعے ڈال دیا جاتا ہے یہ عمل *Intracytoplasmic Sperm Injection* کہلاتا ہے اگر تخم ریزی کامیاب ہو جائے تو آبیدہ شدہ بیضہ کو خلیوں کی بہت زیادہ تقسیم کے بعد ماں کے یا مستاجر ماں کے جسم میں معمول کی نشوونما کے لئے منتقل کر دیا جاتا ہے یا بعد میں آبیدگی کے لئے منجمد کر لیا جاتا ہے، بیضۃالمنی کو بھی منجمد کیا جاسکتا ہے اور بعد میں تخم ریزی کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ آئی وی ایف نشوونما سے مراد وہ عمل جب بیضہ نکالا جاتا ہے پھر لیبارٹری میں منجمد کیا جاتا ہے تاکہ بعد میں آبیدگی کی جائے ہے۔[9]

طریقہ کار *Procedure*

- ڈاکٹر خون کے ٹیسٹ اور الٹراساؤنڈ کے ذریعے معائنہ کرکے زیادہ انڈوں کی تخلیق اور نشوونما کے لئے بیضہ دانی کو محرک کرنے کے ٹیکے لگاتا ہے کیونکہ IVF طریقہ کار کے لئے ایک سے زیادہ انڈے درکار ہوتے ہیں جس سے کامیاب جینین بنانے کے امکانات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔
- بیضۃالمنی (انڈے) کے بخوبی نشوونما پا جانے کے بعد ڈاکٹر بہت باریک سوئی الٹراساؤنڈ Scan میں دیکھتے ہوئے بیضہ دانی میں داخل کرتا ہے۔ یہ سوئی بہت نرمی سے بیضۃالمنیٰ کو جذب کرتی ہوئی نکالتی ہے۔

- شوہر کا نطفہ، یا ایک عطیہ کیا ہوا نطفہ سے بیضۃ المنیٰ کو ملا یا جانے کے بعد افزائش کے لئے انکیوبیٹر incubatorرکھ کرنگرانی کی جاتی ہے۔
- اگر بارآوری کامیاب ہےاور جینین embryos نشوونما پاجائیں ،توان کی جانچ پڑتال کی جاتی ہے،سب سے زیادہ صحت منداور قابلِ عمل جینین کاانتخاب کیا جاتا ہے پھران کو مریض کے رحم میں منتقل کیا جاتا ہے۔9 روز کے بعد ٹیسٹ سے حمل کا تعین کیا جاتا ہے۔[10]

شرعی احکام:

استیجار الرحم کے نظریہ اور عمل کے سلسلے میں علماء کے دو گروہ ہیں ایک مانعین کا اور دوسرا قائلین کا، پہلے مانعین کا ذکر کرتے ہیں۔

مانعین کے دلائل:

دورِ جدید کے علماء اور فقہانے شدت سے رد کیا ہے۔ بہت سے علماء اور فقہاء نے اس عمل کو غیر قانونی جنسی تعلق ’زنا‘قرار دیا ہے وہ اسلام کے مکمل نظام حیات اور عائلی نظام کی تعلیمات سے دلائل پیش کرتے ہیں، ان علماء کے نظریات کی مختصر تفصیل یہ ہے:

(الف) نکاح،توالد و تناسل کاواحد جائز ذریعہ

اسلام نے توالد و تناسل کو رشتۂ ازدواج سے منسلک کیا ہے نسل انسانی میں اضافہ کا فطری طریقہ یہ ہے کہ مردوں اور عورتوں کے درمیان باہم نکاح ہو اور جائز و قانونی طریقہ سے ان کے درمیان جنسی تعلق قائم ہو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ[11]

" اور وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے تمہاری ہم جنس بیویاں بنائیں اور اسی نے ان بیویوں سے تمہیں بیٹے پوتے عطاکیے اور اچھی اچھی چیزیں تمہیں کھانے کو دیں۔"

وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۲۱ [12]

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے پیدا کیا تمہارے لیے تمہارے نفسوں (یعنی تمہاری جنس) سے بیویوں کو تاکہ تم سکون حاصل کروانکی طرف (جاکر) اور اس نے بنادی تمہارے درمیان محبت اور مہربانی بیشک اس میں یقیناً نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے (جو) غور وفکر کرتے ہیں۔

(ب) مرد کے نطفے سے کسی غیر عورت کو بارآور نہیں کیا جاسکتا

اسلامی شریعت کی رو سے یہ قطعاً ناجائز ہے کہ کسی مرد کے نطفے سے ایسی عورت کو بارآور کیا جائے جو اس سے رشتۂ ازدواج میں منسلک نہ ہو۔ حضرت رویفع بن ثابت الانصاریسے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:

"لایحل لامرء یومن باللہ والیوم الاٰخر ان یسقی ماءہ ذرع غیرہ"[13]

"کسی شخص کے لیے، جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو، جائز نہیں ہے کہ اپنے پانی (یعنی مادۂ تولید) سے کسی دوسرے کی کھیتی کو سیراب کرے (یعنی غیر عورت سے مباشرت کرے)۔"

اس حدیث میں اصلاً ''استجارِ رحم'' کا حکم بیان ہوا ہے، یعنی اگر کوئی عورت کسی مرد سے حاملہ ہو، تو اس کے وضعِ حمل سے قبل کسی دوسرے مرد کے لیے اس سے مباشرت کرنا جائز نہیں ہے۔

(ج) شرم گاہ کی حفاظت

اسلام نے مردوں اور عورتوں دونوں پر لازم کیا ہے کہ وہ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ .... وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ [14]

''(اے نبی) مومن مردوں سے کہو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں... اور (اے نبی) مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔''

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۚ [15]

جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ سوائے اپنی بیویوں اور ان عورتوں کے جو ان کی ملکیت میں ہوں کہ ان (سے مباشرت کرنے میں) وہ قابل ملامت نہیں ہیں۔

''شرم گاہوں کی حفاظت'' میں جہاں یہ بات شامل ہے کہ ماورائے نکاح کسی طرح کا جنسی تعلق قائم نہ کیا جائے، وہیں اس کا اطلاق اس پر بھی ہوتا ہے کہ جنسی اعضاء سے کوئی ایسا کام نہ لیا جائے جو فطری طریقہ تولید کے مغایر ہو۔ اسی بنا پر استمناء بالید *Masturbation* لواطت *Homosexuality* اور جنسی تسکین کے دیگر غیر فطری طریقوں کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔

(د) نسب کی حفاظت ضروری ہے

اولاد کی خواہش انسان کی فطری خواہش ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ [16]

'' لوگوں کے لئے مرغوبات نفس (یعنی انتہائی پسندیدہ چیزیں) عورتیں، اولاد۔۔بڑی خوش آئند بنا دی گئی ہیں''

اگر کسی وجہ سے شادی شدہ جوڑے کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکے تو اسلام اجازت دیتا ہے کہ وہ کسی رشتہ دار یا یتیم بچے کو اپنا کر پرورش کر سکتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی وہ نسب کی حفاظت پر بہت زور دیتا ہے۔ اس کے نزدیک یہ جائز نہیں کہ کوئی شخص اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کو اپنا باپ کہے یا کوئی شخص کسی دوسرے کی اولاد کو اپنی اولاد قرار دے۔ احادیث میں ایسا کرنے سے سخت منع کیا گیا ہے اور اس پر وعید سنائی گئی ہے۔ حضرت واثلہؓ بن اسقع بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ان من اعظم الفِرَى ان يدّعى الرجل الىٰ غير أبيه'' [17]

'' سب سے بڑا بہتان یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے۔''

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"لیس من رجل ادّعی لغیر ابیه وهو یعلمه الا کفر"[18]

"جس شخص نے جان بوجھ کر اپنی نسبت اپنے باپ کے علاوہ کسی اور شخص کی طرف کی اس نے کفر کیا۔"

جاہلیت کا طریقہ کہ دوسرے کے بیٹے کو اپنا کہنا سے روک دیا گیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ۝ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَاۗىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَاۗءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ۭ[19]

ترجمہ: اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے بنایا۔ یہ سب تمہارے منہ کی باتیں ہیں اور اللہ تو سچی بات فرماتا ہے اور وہی سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔ مومنو! لے پالکوں کو ان کے اصلی باپوں کے نام سے پکارا کرو کہ اللہ کے نزدیک یہی بات درست ہے۔ اگر تم کو ان کے باپوں کے نام معلوم نہ ہوں تو دین میں وہ تمہارے بھائی اور دوست ہیں۔

علامہ قرطبی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:

"اس آیت کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے 'تبنّی' (کسی کو منہ بولا بیٹا بنانا) کا حکم اٹھالیا اور کسی شخص کو جو حقیقی بیٹا نہ ہو، بیٹا کہنے سے روک دیا اور اس بات کی طرف رہ نمائی کی کہ زیادہ بہتر اور مبنی بر انصاف رویّہ یہ ہے کہ آدمی کو اس کے نسبی باپ کی طرف منسوب کیا جائے"[20]

ان تمام آیات واحادیث کی روشنی میں علماء کرام نے رحم کی کرایہ داری کی تمام ایسی صورتوں کو حرام قرار دیا ہے جن میں اجنبیہ کے رحم میں نطفہ رکھا جاتا ہے یا کسی اجنبی کا نطفہ اپنی بیوی کے رحم میں رکھا جاتا ہے۔ علماء وفقہاء نے مختلف اجلاسوں میں انہی آیات اور احادیث کے تحت رحم کی کرایہ داری کے سلسلے میں اسلام کا نقطۂ نظر پیش کیا اور اس کرایہ داری کی جو صورتیں رائج ہیں ان میں دینی اور شرعی اعتبار درج ذیل مفاسد واضح بیان کئے:

- قرآن میں اہل ایمان مردوں اور عورتوں دونوں کو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔ جو عورت اپنے رحم میں کسی غیر مرد کے بارآور نطفہ کی پرورش کرتی ہے وہ اس حکم کو پامال کرتی ہے۔
- اسلام نے توالد وتناسل کو نکاح کے ساتھ مشروط کیا ہے۔ اس تکنیک کے ذریعے جو عورت اپنے رحم میں کسی مرد کے نطفے کا استقرار کرواتی ہے، اس سے اس کا ازدواجی رشتہ نہیں ہوتا۔
- اسلام نے نسب کی حفاظت پر بہت زور دیا ہے جب کہ اس تکنیک کو اختیار کرنے سے اختلاطِ نسب کا قوی شبہ پیدا ہو جاتا ہے
- انسان کا جسم اور اس کے اعضاء اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں انہیں نہ فروخت کیا جاسکتا ہے نہ کرایہ پر اٹھایا جاسکتا ہے۔
- جو عورت اس خدمت کے لیے اپنے آپ کو پیش کرتی ہے وہ اگر بے شوہر کی ہے (کہ غیر شادی شدہ یا مطلقہ یا بیوہ ہے) تو سماج میں اس پر بدکاری اور دیگر ناپسندیدہ الزامات لگنے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے۔

ان مفاسد کی وجہ سے تمام علماء نے متفقہ طور پر قائم مقام مادریت کی مذکورہ بالا تمام صورتوں کو حرام قرار دیا ہے۔ یہ

موضوع بین الاقوامی فقہ اکیڈمیوں میں بھی زیر بحث رہا ہے اور ان میں بھی ان کی حرمت پر علماء کا اتفاق رہا ہے۔ ان اجلاسوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

- رابطہ عالم اسلامی کی زیر نگرانی قائم اسلامک فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ کا آٹھواں اجلاس، منعقدہ 28 ربیع الثانی تا 7 جمادی الاولیٰ 1405ھ (1985ء)
- تنظیم اسلامی کانفرنس کی زیر نگرانی قائم بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ کا تیسرا اجلاس منعقدہ عمان مورخہ 8 تا 13 صفر 1407ھ (1986ء)
- مصر کی مجمع البحوث الاسلامیۃ کا اجلاس قاہرہ، 2001ء

عالم اسلام کے مشہور فقہاء:

ڈاکٹر جاد الحق علی جاد الحق (سابق شیخ الازہر مصر)، شیخ سید وفاء (امین عام مجمع بحوث الأسلامیۃ القاہرہ)، علی جمعۃ (مفتی مصر)، ڈاکٹر محمد سید طنطاوی (شیخ الازہر)، ڈاکٹر یوسف القرضاوی (استاد فقہ فی جامعۃ قطر)، ڈاکٹر مصطفیٰ زرقاء (رکن اسلامک فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ)، محمد رافث عثمان (صدر کلیۃ الشریعۃ جامعہ ازہر، رکن مجمع بحوث اسلامی)، احمد بن عبدالعزیز الحداد (صدر مفتیان شعبہ اوقاف واسلامی امور دبئی)، عبلہ الکحلاوی (استاد فقہ جامعہ ازہر)، سعاد صالح (صدر کلیۃ الدرسات الاسلامیہ ازہر) وغیرہ شامل تھے۔

- عمان میں منعقد ہونے والے مجمع الفقہ کے اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ رحم کی کرایہ داری کی مذکورہ بالا تمام صورتوں میں سے ایسی تمام صورتیں جن میں نطفہ کی بارآوری میں کسی بھی تیسرے شخص کا عمل دخل ہو کو حرام قرار دیا ہے[21]
- مجمع البحوث میں فیصلہ ہوا کہ: حمل کے عمل میں کسی بھی تیسرے فریق کا کوئی بھی جیسے مادہ منویہ، حیض، جینیاتی خلیے کا دخل، خواہ وہ کرایے کے ذریعہ سے ہو، عطیہ ہو یا مہربانی کی صورت میں ہو منع ہے۔[22]

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے اپنی تصنیف "جدید فقہی مسائل"

جلد پانچ میں ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی تمام صورتوں کا ذکر کرتے ہوئے ان میں سے جائز اور ناجائز صورتوں کی دلائل سے وضاحت کی ہے۔ ان کے مطابق بنیادی طور پر ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعہ تولید کی دو شکلیں ہیں: اول یہ کہ اجنبی مرد و عورت کے مادہ منویہ اور بیضۃ المنی کو باہم خلط کرکے تولیدی عمل میں آئے، چاہے یہ

(ا)۔ دو اجنبی مادے کسی ٹیوب میں خلط کیۓ جائیں

(ب)۔ یا خود اسی عورت کے رحم میں

(ج)۔ یا کسی اور عورت کے رحم میں

(د)۔ یا خود اس مرد کی قانونی اور شرعی بیوی کے رحم، یہ صورت بہر حال ناجائز ہو گی یہ اس کی وجہ سے نسب میں اختلاط ہوتا ہے اور زنا کی ممانعت کی اصل وجہ یہی اختلاط نسب ہے۔ اس سلسلہ میں صریح نصوص موجود ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"لا يحل لامرء يؤمن بالله واليوم الأخر أن يسقى ماءه زرع غيره"

ترجمہ: خدااور آخرت پر ایمان رکھنے والے کسی شخص کے لئے روا نہیں کہ اپنے پانی سے دوسرے کی کھیتی کو سیراب کرے۔ [23]

اسی اختلاط نسب سے حفاظت کے لئے ایک مرد کی زوجیت سے نکلنے کے بعد دوسرے مرد کی زوجیت میں جانے کے لئے "عدت" کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ لکھتے ہیں:

"منها معرفة براءة رحمها من ماء ه لئلا تختلط الانساب فان النسب أحد مايتشاح به و يطلبه العقلا ء وهو من خواص نوع الانسان وما امتاز به من سائر الحيوان۔" [24]

ترجمہ: عدت کی مصلحتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے ذریعہ عورت کے رحم کو سابق شوہر کے مادہ سے خالی ہونا معلوم ہوتا ہے، تاکہ نسب میں اختلاط نہ ہو، اس لئے کہ نسب وہ چیز ہے جس کی خواہش کی جاتی ہے اور عقلاً جس کے طلب گار ہوتے ہیں، جو انسانی خصوصیت ہے اور جس کے ذریعہ انسان دوسرے حیوانات سے ممتاز ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ خود شوہر بیوی کے مادہ حیات کو خلط ملط کرکے تولید عمل میں آئے، اس کی بھی تین شکلیں ہو سکتی ہیں۔ ان تینوں شکلوں میں شوہر اور بیوی ہی کے مادوں کو سائنسی عمل کے بعد اسی بیوی یا دوسری شرعی بیوی کے رحم میں رکھا جاتا ہے۔ اس صورت کو مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے کچھ قباحتوں جن کے تحت چند حضرات نے اس صورت کو نادرست قرار دیا ہے، وہ ہیں۔ اول مرد کو جلق کے ذریعہ مادہ منویہ نکالنا ہوگا، دوسرا مرد و عورت یا کم از کم عورت کی بے ستری ہوگی، تیسرا یہ عمل خلاف فطرت ہے۔ ان قباحتوں کو مولانا صاحب نے مصلحتاً اور ضرورت کے تحت جائز قرار دیا اور لکھا ہے۔ "پس لاولد زوجین کے لئے اس مصنوعی طریقے سے اولاد حاصل کرنا درست ہوگا۔" [25]

مولانا امین عثمانی صاحب جامعہ ملیہ اسلامیہ نیو دہلی انڈیا اور اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے سیکرٹری ہیں انھوں نے 2015ء میں نئے طبّی مسائل اور طبّی اخلاقیات پر اکیڈمی کی طرف سے ایک رپورٹ شائع کی جس میں انہوں استیجار الرحم وغیرہ جیسے مسائل پر بہت سیر حاصل بحث کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

" اکیڈمی نے مادہ تولید کی منتقلی (Invitro Fertilization) اور ٹیسٹ ٹیوب بے بی کو بھی موضوع بنایا جس کی متعدد شکلیں ہیں، اگر یہ شوہر اور بیوی ہی کے درمیان کا مسئلہ ہو تو کوئی حرج نہیں، لیکن اگر اس سے باہر کا مسئلہ ہو تو وہ جائز نہیں، اس دور میں سیروگیٹ مدرس کافی بڑھ رہی ہیں یعنی رحم مادر کو کرایہ پر لینے یا دینے کا مسئلہ۔ چنانچہ اکیڈمی نے اس مسئلہ پر یہ رائے قائم کی کہ اجارہ یا عاریت کے طور پر کسی عورت کا اپنے رحم میں اجنبی مرد کے نطفے یا دوسرے کے بیضے کی پرورش کرنا قطعاً حرام ہے۔" [26]

مفتی محمد ابراہیم قادری (رکن اسلامی نظریاتی کونسل، پاکستان) کی "ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی شرعی حیثیت" کے نام سے ایک تحریر ہے جس میں انہوں نے ٹیسٹ ٹیوب طریقہ تولید کو کہ جس میں زن و شوہر کے علاوہ کسی تیسرے کا عمل دخل نہیں ہوتا جائز قرار دیا ہے۔ لکھتے ہیں:

" اگر مرد یا عورت یا دونوں کسی خرابی کی بناء پر فطری طریقے سے اولاد حاصل نہ کر سکیں تو اسکے

لیے آج کے دور میں ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔اس اطمینان کے بعد کہ شوہر ہی کا نطفہ اسکی بیوی کے رحم میں منتقل کیا جائیگا ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا استعمال نہ صرف جائز بلکہ دورِ حاضر میں اللہ تعالی کی عطا فرمودہ بڑی نعمتوں میں سے ایک ہے۔"[27]

دکتور وھبہ الزحیلی (رکن مجمع الفقہ الاسلامی) اپنی تصنیف **" الفقہ الاسلامی وادلتہ "** میں **مجمع الفقہ الاسلامی** کے تیسرے اجلاس میں اس موضوع پر جو قرارداد پاس کی گئی شامل کرتے ہیں جس میں ٹیسٹ ٹیوب طریقہ تولید کی وضاحت اور قرارداد کا متن پیش کیا گیا ہے جو درج ذیل ہے:

"مجمع الفقہ الاسلامی نے اپنے تیسرے اجلاس میں جو اردن کے دارالحکومت عمان میں مؤرخہ ۸ تا ۱۳ صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱ تا ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۶ م۔ کو منعقد ہوا۔ مصنوعی تولید ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا جائزہ لیا، اور اس موضوع پر علماء کرام کے تحقیقی مقالات اور ماہرین طب کی تحقیقات و مقالات سننے کے بعد مجلس نے قرارداد منظور کی کہ ان سات صورتوں (جو پہلے بیان کی گئی ہیں) میں پانچ صورتیں قطعاً حرام ہیں، یہ سارے عمل ذاتی طور پر بھی حرام ہیں اور ان مفاسد کی وجہ سے بھی حرام ہیں جو ان سے مرتب ہوتے ہیں ، جن میں نسل کا اختلاط اور خاندان و نسل کا ضیاع اور دوسرے شرعی محظورات شامل ہیں۔ البتہ ایسی صورت جس میں کسی تیسرے شخص کا عمل دخل نہیں کے بارے میں اکیڈمی کی رائے یہ ہے کہ ضرورت کے وقت ان طریقوں کے استعمال کی گنجائش ہے، شرط یہ ہے کہ تمام ضروری احتیاطی تدابیر اختیار کی گئی ہوں۔ واللہ اعلم"[28]

استیجار الرحم کے سماجی مسائل

اختلاط نسب:

استیجار الرحم *Surrogacy* نہ صرف اسلامی ممالک میں بلکہ تمام دنیا میں ایک متنازعہ مسئلہ ہے جس سے اخلاقی ، سماجی اور قانونی مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔اخلاقی اور سماجی مسائل میں سر فہرست نسب کا اختلاط ہے۔ اس لئے اہداف اسلام میں حفظ النسل مقاصد شریعت میں ہے لہٰذا نکاح کو فرض اور السفاح اور تبنی کو حرام قرار دیا، اسلام میں مرد و عورت کے اختلاط مباشرت کا واحد ذریعہ نکاح ہی ہے۔ استیجار الرحم کے سلسلہ میں نسب کے اختلاط کا مسئلہ سب سے اہم ہے۔ اسلامی شریعت میں نسب کی اہمیت قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے جو انسان کے معرض وجود میں لانے کے سلسلے میں بیان فرمایا ہے:

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ۭ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ۝ [29]

اور وہی ہے جس نے انسان کو پانی (کی بوند) سے پیدا کیا، پھر اس کو نسب والا اور سسرال والا بنادیا اور آپ کا رب بڑی قدرت والا ہے۔

اسی طرح اللہ نے ہر اس عورت کے لئے وعید کی ہے جو اپنی اولاد کو اس کے حقیقی باپ کے علاوہ کسی غیر کی نسبت پکارے اور ہر اس مرد کے لئے جو اپنی اولاد سے انکار کرے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ دَخَلَتْ عَلَى قَوْمٍ مَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ، فَلَيْسَتْ مِنَ اللهِ فِي شَيْءٍ، وَلَنْ يُدْخِلَهَا اللهُ جَنَّتَهُ، وَأَيُّمَا رَجُلٍ جَحَدَ وَلَدَهُ، وَهُوَ يَنْظُرُ إِلَيْهِ، احْتَجَبَ اللهُ مِنْهُ، وَفَضَحَهُ عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ، مِنَ

الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ[30]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو عورت ایسی قوم کے پاس جائے جن کی برادری سے یہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ کبھی رعایت کی حقدار نہیں ہے اور نا ہی اللہ تعالیٰ اس کو اپنی جنت میں داخل کرے گا، اور جو آدمی اپنے بچے کا انکار کرے اور وہ اس کی طرف دیکھ رہا ہو، اللہ تعالیٰ اس کو اپنا دیدار نہیں کرائے گا اور وہ اول وآخر تمام لوگوں کے سامنے اس کو رسوا کرے گا۔

چونکہ استیجار الرحم کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچے کے نسب میں بہت شک ہوتا ہے، اس شبہ سے اور منی کے اختلاط سے درج ذیل سوالات اٹھتے ہیں؛ تاجیر الارحام کے نتیجے میں بچے کی ماں کون ہوگی؟ رحم کی اجرت کے مسئلے میں بچے کا حقیقی باپ کون ہوگا ؟۔ ان سوالات کے جواب میں علماء معاصرین کا بچے کی ماں اور باپ کے سلسلے میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف دوا قوال پر مبنی ہے۔

قول اوّل: پہلا قول یہ کہ بچے کی حقیقی ماں وہ ہے جس کا بیضہ ہے، یہ رابطہ عالم اسلامی کی مجلس مجمع فقہی کے ساتویں دورے میں کہی گئی[31]؛ اور انہوں قرآن، سنت اور عقل سے درج ذیل دلائل دیئے:

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُونُوا شُيُوخًا ۚ وَمِنكُم مَّن يُتَوَفَّىٰ مِن قَبْلُ ۖ وَلِتَبْلُغُوا أَجَلًا مُّسَمًّى وَلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٦٧﴾[32]

وہی تو ہے جس نے پہلے تمہیں مٹی سے پیدا کیا' پھر نطفہ بنا کر، پھر لوتھڑا بنا کر، پھر تم کو نکالتا ہے کہ تم بچے ہوتے ہو پھر تم اپنی جوانی کو پہنچتے ہو، پھر بوڑھے ہو جاتے ہو اور کوئی تم میں سے بوڑھا ہونے سے پہلے ہی مر جاتا ہے اور تم موت کے مقررہ وقت تک پہنچ جاتے ہو اور تاکہ تم سمجھو۔

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی روایت کردہ اس حدیث سے استدلال کیا ہے:

"الولد للفراش وللعاهر الحجر"[33]

"بچہ صاحب بستر کا ہوتا ہے اور زانی کو پتھر مارے جائیں گے۔"

یہ اس لئے فرمایا گیا کیونکہ شرعی شادی کے بغیر شوہر اور بیوی کے درمیان ہم بستری کا تصور ہی نہیں ہے اس لئے حدیث کے مطابق اس بچہ کا نسب لا یعنی ہے جو مرد کے نطفہ اور عورت کے بیضۃ المنی سے وجود میں آتا ہے۔

عقلی دلیل یہ کہ حاملہ ماں جنین کو اپنے جسم سے صرف غذا دیتی ہے، جیسے رضاعی ماں بچے کو دودھ پلاتی ہے۔اور تمام وراثتی صفات جنسی خلیات میں ہوتی ہیں۔اس طرح بیضۃ المنی دینے والی عورت کا شوہر بچے کا حقیقی باپ ہوگا۔

قول ثانی: ان اصحاب کا کہنا ہے کہ حقیقی ماں وہ عورت ہے جس کا بطن ہے اور جو ولادت کی تکلیف اٹھاتی ہے اس کے وہ درج ذیل نصوص سے استدلال کرتے ہیں:

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ۚ[34]

اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا۔اس کی ماں نے اس کو تکلیف سے پیٹ میں رکھا اور تکلیف ہی سے جنا اس کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھوڑنا ڈھائی برس میں ہوتا ہے۔

عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ ابْنِي هَذَا كَانَ بَطْنِي لَهُ وِعَاءً، وَثَدْيِي لَهُ سِقَاءً، وَحِجْرِي لَهُ حِوَاءً، وَإِنَّ أَبَاهُ طَلَّقَنِي، وَأَرَادَ أَنْ يَنْزِعَهُ عَنِّي. قَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَنْتِ أَحَقُّ بِهِ مَا لَمْ تَنْكِحِي» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "[35]

عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ ایک خاتون نے عرض کی : یا رسول اللہ ﷺ میرا یہ بیٹا ہے۔میرا پیٹ اس کے لئے برتن رہا ،میرے پستان اس کی سیرابی کا باعث رہے،اور میری گود اس کے لئے حوض رہی ، اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی ہے اور اب اس کو مجھ سے چھین رہا ہے ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تو نکاح نہیں کرے گی ،تو ہی اس (کو رکھنے) کی زیادہ حق دار ہے۔

اس آیت اور حدیث کے تحت باپ مولود کو ولادت دینے والی ماں کا شوہر ہے۔اس سلسلہ میں مولانا خالد سیف اللہ رحمانی 'جدید فقہی سائل میں'الوَلَدُ لِلفِرَاشِ وَلِلعَاهِرِ الحَجَرُ' کی تعبیر میں عورت کو شوہر کا ''فراش'' کہاہے اگر عورت کسی مرد کی زوجیت میں رہتے ہوئے کسی اور اجنبی کے مادہ سے حاملہ ہو یا صاحب اولاد بنے تو مولود کا نسب اس کے حقیقی شوہر سے ثابت ہوگا۔اس لئے کہ ثبوت نسب کے باب میں فقہی اصول ہے کہ عورت جس مرد کا ''فراش'' ہو ،اس سے پیدا ہونے والے بچہ کا نسب اسی سے متعلق ہوگا۔آپ ﷺ نے فرمایا : 'الوَلَدُ لِلفِرَاشِ وَلِلعَاهِرِ الحَجَرُ'........ اور ''بیوی کو اس کے شوہر کا فراش مانا گیا ہے۔ [36]

نفقہ کی مشروعیت اور صاحب رحم مستاجرہ کا استحقاق

شوہر پر بیوی اور تمام اہل وعیال کا کھانا ،رہائش ،لباس ،دواء وعلاج کی ذمہ داری ہے شوہر اس ذمہ داری کا راعی ہے۔ علماء اور فقہاء زوجہ کے نفقہ کے استحقاق کے لئے درج ذیل شرائط بتاتے ہیں :

1۔زوجین میں نکاح صحیحا 2۔شوہر کی سرپرستی 3۔رشتہ داری : - (جیسے : باپ پر اپنی اَولاد کا نفقہ یا اَولاد پر اپنے محتاج ماں باپ کا نفقہ وغیرہ) 4۔ملکیت : - (یعنی آقا پر اپنے غلام باندی کا نفقہ واجب ہوتا ہے) [37]

ولا نفقة في النكاح الفاسد ولا في العدة منه ۔[38]

یہ شرائط رحم کو اجرت پر دینے والی عورت سے مطابقت نہیں رکھتی اس لئے رحم کی اجرت کے لئے نفقہ نہیں ہے ،کیونکہ نسب کی بحث میں یہ بات واضح ہوئی تھی کہ حقیقی باپ صاحب فراش ہے،اس لئے نفقہ بھی اس کی ہی ذمہ داری ہے۔

شیخ یوسف قرضاوی سورہ الطلاق آیت 6 اور سورہ البقرہ آیت 233 کا حوالہ دیتے ہوئے ام المستاجر کے نفقہ کے بارے میں نظریہ ہے کہ وہ عورت جو اپنے رحم میں تلقیح کرواتی ہے مدت حمل اور نفاس میں نفقہ ،علاج اور رعایت کے اخراجات اس شخص کی ذمہ داری ہیں جس کا مادہ منویہ اس کے رحم میں تلقیح کیا گیا ہے،کیونکہ وہ بچہ اس عورت کے خون سے غذا حاصل کرتا ہے،اس لئے مستأجرہ کو اس کے عمل کی اجرت ملنی چاہیے۔[39]

استیجار الرحم اور میراث

ابن قدامہ اپنی تصنیف ''الکافی '' میں میراث یا وراثت کے درج ذیل اسباب بیان کرتے ہیں :

وأسباب التوارث ثلاثة: رحم، ونكاح، وولاء، لأن الشرع ورد بالتوارث بها، فأما المؤاخاة في الدين، والمولاة

في النصرة، وإسلام الرجل على يد الآخر، فلا يورث بها، لأن هذا كان في بدء الإسلام ثم نسخ، لِقَوْلِهِ تَعَالَى: {وَأُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ} [الأنفال: 75]. [40]

میراث کی تین وجوہات ہیں: رحم، شادی، ولایت (وفاداری)، کیونکہ شریعت میں وراثت انہی کے ساتھ وارد ہوئی ہے، کیونکہ دین میں مواخات ہے، جس سے مذہب اور اسلام میں کوئی بھی شخص کسی دوسرے شخص کا وارث نہیں ہے، کیونکہ ابتداء میں یہ اسلام میں تھا پھر یہ منسوخ ہوگیا، جیسے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: {اور رحم کے رشتے والے اللہ کے قانون میں ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں،}

علماء کرام کے مطابق جن میں سے 'فوزان' نے لکھا ہے کہ وراثت کے تین اسباب ہیں، شادی، ولایت اور نسب، ان میں نسب سب سے زیادہ اہم ہے، کیونکہ یہ ابتداء ہی سے اہمیت کا حامل ہے، شرعی نکاح سے توارث فرض ہو جاتی ہے اور ولاء میں بھی وراثت فرض کی حیثیت رکھتی ہے۔ واضح ہے کہ میراث میں نسب سب سے زیادہ اہم ہے اور نسب ہی سب سے زیادہ وراثت کا حصہ دار ہے۔ نسب کی بحث میں علماء کے دو گروہ ہیں، جن کا ذکر اس سے پہلے گزر چکا ہے، تو جن کی یہ رائے ہے کہ ' حقیقی والدین وہ ہیں جن کا نطفہ اور بیضۃ المنیٰ ہے، کیونکہ مولود میں تمام جینیاتی میراث ان ہی سے ملتی ہے، اس صورت میں صاحب نطفہ و بیضہ سے ہی مولود کو وراثت ملے گی۔ اور جن کا عقیدہ ہے کہ حقیقی والدین وہ ہیں جو صاحب رحم اور اس کا حقیقی شوہر ہے، ان کے مطابق صاحب رحم خاندان ہی سے مولود کو وراثت ملے گی۔

وہ عورت جو صاحب رحم ہے اس شخص کی جس کا بیضہ اس عورت کی طرف تلقیح کیا گیا ہے کی وارثہ نہیں ہے شریعت میں اس کے لئے نہ تو نسب ہے اور نہ قرابت ہے، علماء اور فقہاء نے استئجار الرحم کے مسئلہ کو نکاح فاسد پر قیاس کیا ہے:

فَلَا يَثْبُتُ بِهِ التَّوَارُثُ بَيْنَ الزَّوْجَيْنِ؛ لِأَنَّهُ لَيْسَ بِنِكَاحٍ شَرْعِيٍّ. [41]

اگر نکاح شرعی نہ ہوا ہو تو میاں اور بیوی کے درمیان میراث ثابت نہیں ہوتی ہے۔

استئجار الرحم اور عورت کی بے ستری

استئجار الرحم کے مفاسد میں ایک منفی پہلو عورت کی بے ستری ہے کیونکہ بے اولادی اور بانجھ پن کے علاج میں اور ارحام کی تاجیر کے عمل میں بانجھ پن کے علاج گاہ *Infertility Clinics* پر عورت کے رحم کا مکمل معائنہ کیا جاتا ہے ڈاکٹر مریضہ کے جسم کو اور خاص طور پر اعضائے تناسل کو دیکھتا اور چھوتا ہے تاکہ بہترین معائنہ اور علاج ہو سکے، لہٰذا اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ ایک قوی وجہ ہے جو اس کے منفی پہلو پر پیش کی جاتی ہے مگر غور کیا جائے تو اول تو صاحب اولاد ہونے کا جذبہ ایک غیر معمولی جذبہ ہوتا ہے بالخصوص عورتوں کے معاملے میں اولاد سے محرومی اکثر اوقات عورت کو مختلف نسوانی، دماغی، قلبی اور جسمانی امراض کا شکار بنا دیتی ہے، بسا اوقات یہ چیز زوجین کے درمیان سخت نفور اور کشیدگی کا باعث بھی بن جاتی ہے اور بعض اوقات عفت و عصمت پر بھی بن آتی ہے اس لئے یہ فقہی اصطلاح کے مطابق ہر عورت کے لئے ممکن ہے ضرورت نہ ہو، لیکن بعض خواتین کے لئے ''حاجت'' کا درجہ اختیار کر لیتی ہے، جبکہ بعض مواقع میں ''ضرورت'' [42] ہی کے حکم میں رکھا جاتا ہے۔

قانونی مسائل

استیجار الرحم سے منسلک دیگر مسائل کے علاوہ ایک اہم مسئلہ ہر ملک اور ریاست کے تولید کے اس طریقہ کار کے متعلق قوانین ہیں، بہت سے ممالک میں تولید کے اس عمل کے ساتھ خاص طور پر نمٹنے کے قوانین نہیں ہیں۔ بعض ممالک میں سائنسی تولید پر سراسر پابندی ہے جبکہ دیگر کمرشل تولیت پر پابندی کا معاملہ بالکل مختلف ہے لیکن بے غرض تولیت (جس میں وکیل اور نا مالی معاوضہ ہے) کی اجازت ہے۔ بعض ممالک کمرشل تولید کچھ پابندیوں کے ساتھ کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔

پاکستان میں رحم کی تاجیر کا پہلا مقدمہ جو لاہور ہائی کورٹ میں درج ہوا۔ مدعی فاروق صدیقی جو کہ امریکہ میں تولیدی طریقہ کار ہی کی Practice مشق کرتا تھا، فرزانہ نامی عورت سے سائنسی طریقہ سے پیدا ہونے والی بچی کی تحویل حاصل کرنے کے لئے مقدمہ کیا تھا۔ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ نے یہ مقدمہ رد کر دیا تو مدعی فاروق یہ مقدمہ لے کر '' فیڈرل شریعت کورٹ '' میں درج کروایا جس پر کورٹ نے بچے کا فرزانہ کے حق میں فیصلہ دیا باوجود اس کے کہ فاروق ایک مالدار شخص تھا۔ کورٹ نے یہ فیصلہ دیا۔

In Farooq Siddiqui v Mst. Farzana Naheed (Sh. Petition No.2/I of 2015), decided on 16 February 2017, the Federal Shariat Court (FSC) determined the legality of surrogacy under Islamic law. A bench of three judges unanimously held that a baby produced through medical intervention by the sperm and egg of duly wedded couples (without involving a third party) is permissible under Islamic law. They, however, declared that surrogacy is unlawful under Islamic law, and recommended that the Government should declare surrogacy agreements unenforceable and amend the Penal Code to provide punishments for all the parties involved in a surrogacy arrangement. [43]

استیجار الرحم سے منسلک معالجین اور ان کی طبّی مہارتوں اور سہولتوں کے استعمال واجرت کے مسائل

آج کے ترقی یافتہ دور میں ٹیسٹ ٹیوب بے بی یا ایسی دوسری ترکیبوں سے اولاد حاصل کی جاتی ہے، (اخبارات میں ان کی خبریں پڑھنے کو ملتی ہیں) یہ اسلامی تعلیمات کے منافی اور بے حیائی اور فطرت سلیمہ کے خلاف ہے، اس میں اسلام کی فضیلت اور نسل کی پاکیزگی باقی نہیں رہتی، اور بے حیائی کا زور و غلبہ ہوتا ہے، لہٰذا ایسا عمل کرنے والے یا کروانے والے تمام گناہ میں برابر کے حصہ دار ہونگے۔ فقط واللہ تعالی اعلم [44]

استیجار الرحم کے پہلے مقدمے میں کورٹ نے معالجین اور ان کی طبّی مہارتوں کے سلسلے میں یہ فیصلہ دیا کہ نا صرف رحم کو اجرت پر دینے کا عمل غیر قانونی ہے بلکہ وہ معالج جو اس عمل کی مشق کرتے ہیں یا ایسا ادارہ جو مستاجر کا بندوبست کرتے ہیں ان کا ناصرف لائسنس منسوخ کیا جائے ساتھ ہی ان کو جرمانہ اور سزا بھی دی جائے۔(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو *Federal Shariat Court of Pakistan on Surrogacy: From Judicial Islamization of Laws to (Judicial Legislation.*

سیل Cell/ایک Egg کروموسومز کے فروخت کی شرعی حیثیت

وَأَمَّا عَظْمُ الْآدَمِيِّ وَشَعْرُهُ، فَلَا يَجُوزُ بَيْعُهُ لَا لِنَجَاسَتِهِ؛ لِأَنَّهُ طَاهِرٌ فِي الصَّحِيحِ مِنْ الرِّوَايَةِ لَكِنْ احْتِرَامًا لَهُ وَالِابْتِذَالُ بِالْبَيْعِ يُشْعِرُ بِالْإِهَانَةِ، [45]

آدمی کی ہڈی اور بال کی بیع جائز نہیں اس لئے نہیں کہ وہ ناپاک ہیں بلکہ اس لئے کہ صحیح روایت میں پاک ہیں اور قابل احترام ہیں ،اور بالوں کی خریدوفروخت بے ہودہ اور قابل مذمت فعل ہے۔

چونکہ نطفہ Sperm اور بیضۃ المنیٰ Ovum بال، ہڈی، گردہ، خون یا کسی بھی دوسرے انسانی اعضاء کی طرح انسان کے جسم کا حصہ ہیں یا اعضاء ہیں، للذا نطفہ یا بیضۃ المنیٰ بھی پاک (کیونکہ ان سے ہی نسل انسانی کی افزائش ہوتی ہے)، قابل احترام اور مکرم ہیں اور کی خرید وفروخت بھی دوسرے تمام جسم کے حصوں کی طرح ناجائز اور بے ہودہ فعل ہے۔

دوسری بات یہ بھی ہے کہ انسان اپنے جسم کا مالک نہیں ہے بلکہ اس کے پاس یہ اللہ کی امانت ہے، للذا انسان اس میں تصرف نہیں کر سکتا۔

حدیث شریف میں اس عورت پر لعنت کی گئی ہے جو دوسری عورت کے بال اپنے بالوں میں استعمال کرے، للذا یہ طریقہ ناجائز وحرام کہلائے گا۔

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ جَارِيَةً مِنَ الْأَنْصَارِ تَزَوَّجَتْ وَأَنَّهَا مَرِضَتْ فَتَمَرَّطَ شَعَرُهَا فَأَرَادُوا أَنْ يَصِلُوهُ، فَسَأَلُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ «فَلَعَنَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ»[46]

> حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں ،انصار کی ایک لڑکی نے شادی کی اور وہ بیمار ہو گئی جس سے اس کے بال جھڑ گئے ، لوگوں نے اس کے بالوں میں پیوند کرانے کا ارادہ کیا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق سوال کیا، «آپ ﷺ نے بالوں میں جوڑ لگانے والی اور جوڑ لگوانے والی پر لعنت فرمائی۔»

جس شریعہ میں ایک عورت کے بالوں میں دوسری عورت کے بال لگانے کی اجازت نہیں اس شریعہ میں ایک عورت کے رحم میں اجنبی نطفہ یا بیضۃ المنیٰ ڈالنے کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے۔

رحم کی کرایہ داری کی اجرت کی شرعی حیثیت

چونکہ اکثریت علماء کے مطابق استیجار الرحم کی ایسی اقسام جن میں شوہر اور بیوی کے علاوہ کوئی تیسرا بچے کی تخلیق یا افزائش مدخل ہو ایسے انتظامات اور معاہدات ناجائز ہیں اور اس بات پر تقریباً علماء کا اجماع ہے تو ایسے تمام افعال معصیت اور نافرمانی کے مترادف ہیں۔اور ایسے کاموں پر اجرت لینا جائز نہیں۔

ولا يجوز الاستيجار على الغناء والنوح، وكذا سائر الملاهي"؛ لأنه استيجار على المعصية والمعصية لا تستحق بالعقد.[47]

> گانا گانے، نوحہ و ماتم کرنے، اور تمام لہو ولعب کے کاموں پر اجرت لینا جائز نہیں ہے، اسلئے کہ یہ معصیت و نافرمانی کے کاموں پر اجرت لینا ہے، جبکہ معصیت مستحق عقد ہی نہیں۔

غرض یہ کہ سروگیٹ پریگنسی (Surregate Pregnancy) یعنی اجارۃ الرحم بہت سے مفاسدِ دینیہ وشرعیہ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے شرعاً ناجائز وحرام ہے، کیوں کہ شریعت کا مزاج ومذاق یہ ہے کہ دفع مضرت جلب منفعت سے اولی ہے۔[48]

دَرْءِ الْمَفَاسِدِ أول من جلب الْمَنَافِع[49]۔مفسد کا دفع کرنا اسکے فائدہ لینے سے بہتر ہے۔

استیجارالرحم سے جنم لینے والے بچے کی وضاحت اوراسکی پرورش پر اجرت کی شرعی حیثیت

وہ علماء جو اس عمل کو سرے سے ہی ناجائز کہتے ہیں ان کے ہاں اگر یہ عمل کیا جاتا ہے تو یہ زنا کے مترادف ہے۔للذا زنا سے پیدا ہونے والے بچے کا نسب صرف اس کی ماں سے وابستہ ہے جیساکہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے:

(ويرث ولد الزنا واللعان بجهة الام فقط) لما قدمناه في العصبات أنه لا أب لهما (ووقف للحمل حظ ابن واحد) أو بنت واحدة أيهما كان أكثر[50]

> زنا اور لعان سے پیدا ہونے والا بچہ صرف ماں کی وراثت ہے کیونکہ جب ہم اس کو عصبات میں دیکھتے ہیں تو اس کے لئے باپ کا رشتہ نہیں ہے،(اور حمل کی قسمت ابن واحد کے لئے وقف ہے) یا اسی طرح بنت واحد۔

اب جب استیجارالرحم کو زنا کہنے کا نظریہ رکھنے والوں کے مطابق اس عمل سے پیدا ہونے والا بچہ صرف اس عورت کا ہے جس نے اس کو جنا ہے تو اس کی پرورش کی ذمہ داری بھی صرف اس کی ہے اور اس کی پرورش کے لئے کسی سے اجرت لینے کا کوئی سوال نہیں اٹھتا۔

وہ لوگ جن کے نزدیک رحم کی اجرت کا عمل چند شرائط کے ساتھ جائز ہے جن میں ڈاکٹر یوسف القرضاوی ہیں کی یہ رائے ہے۔ اگر ایسا ہوتا ہے تو ضروری ہے کہ رضاعت کے یعنی دودھ پلانے کے فوائد حاصل کئے جائیں،اور اس میں ماں کا نفقہ مولود کے (جینیاتی باپ) پر ہے،اور اس قدر جتنی کہ اس کی قدرت اور نفقہ کی حاجت ہے۔(ماخوذ: فتاوی معاصرہ)

استیجارالرحم کے جواز میں قائلین کے استدلالات اوران کا تجزیہ

استیجارالرحم کو جائز قرار دینے والے اور اس کے قائلین بھی ہیں۔ ویسے تو غیر مسلم معاشروں میں رحم کی اجرت کے تمام انتظامات امیر اور غریب دونوں طبقوں کے لئے بہت فائدہ مند ثابت ہو رہے ہیں، جیساکہ ہندوستان میں جو بہت غریب طبقہ کہ جن کے پاس کھانے تک کو نہیں ہوتا اپنی بیویوں یا اپنی بیٹیوں کو وہاں کے تاجیر رحم کے طبّی مراکز Surrogacy Centers میں لے جاتے ہیں جہاں کچھ طبّی اور کچھ قانونی کاروائی کی جاتی ہے اس طرح چند تکلفات کے بعد نا صرف اس خاتون کو اچھا کھانے پینے کو ملتا ہے بلکہ اس کی آمدن سے پورے خاندان کی کفالت ہوتی ہے۔ دوسری طرف وہ خاتون جو بانجھ ہوتی ہے یا کسی بھی طبّی مسئلے یا بیماری کے وجہ سے ماں نہیں بن سکتی استیجارالرحم سے وہ اپنے جینیاتی بچے کی ماں بن سکتی ہے ۔ یہ تمام حقائق اور مسائل مسلم معاشرے میں بھی موجود ہیں لیکن اسلام ہر کام اور ہر مسئلے کے حل کے لئے کچھ قوائد و ضوابط مقرر کرتا ہے۔

قائلین کے دلائل:

یہ حقیقت ہے کہ استیجارالرحم کے قائلین کی تعداد بہت کم ہے قائلین میں دکتور یوسف قرضاوی ہیں انہوں نے ''فتاویٰ معاصرہ'' کے سلسلہ کتب میں ''قضایا عملية تنتظر احكامها الشريعة ''میں ''شتل جنین'' کے نام سے تفصیلی مضمون تحریر کیا ہے جس میں اس عمل کی وضاحت کرتے ہوئے اس کی ممکنات کے لئے شرائط رکھیں جو کہ درج ذیل ہیں:

- '' حاضنہ '' عورت شادی شدہ ہو اور وہ پہلے سے بچے کی ماں ہو، کیونکہ کنواری کو حاضنہ بنانے میں فساد کا شبہ ہوتا ہے۔

- یہ عمل شوہر کی اجازت سے ہی ہونا چاہیے ،دوسری صورت میں شوہر حقوق وضروریات سے محروم ہو جاتا ہے۔ یہ معاملہ ایسا ہی ہے جیسے نفلی روزے شوہر کی اجازت کے بغیر نہیں رکھے جا سکتے ، تو حمل کے نو مہینے اور نفاس کے چالیس دن شوہر کی اجازت اور ضرورت کو پوری کئے بغیر گزار نا جائز نہیں۔
- بیوی جو کہ شوہر کی ملکیت ہے اس عمل سے پہلے اس بات کی یقین دہانی کر لے کہ اس کا رحم اس کے شوہر کے نطفہ سے ذرخیزی کیے گئے بیضہ سے محفوظ ہے۔ تاکہ انتساب نسب کا خدشہ نہ ہو۔
- حمل اور زچگی کے دوران حاملہ خواتین کی دیکھ بھال اور خیال کی ذمہ داری بچے کے باپ یا اس کے سرپرست کی ذمہ داری ہے کیونکہ بچہ حاملہ عورت کے خون سے غذا حاصل کرکے افزائش پارہا ہوتا ہے اور خاتون جو کھو رہی ہے اس کی بھرپائی ہونی چاہیے۔
- بچے کی افزائش، خوراک ،اور رضاعت میں اولین ذمہ دار اس کا جینیاتی باپ کی ہے اور حاضنہ کا شوہر نومولود کی ذمہ داری سے بری الذمہ ہے۔
- یہ رضاعی ماں کا حق ہے کہ وہ نومولود کو اپنا دودھ پلائے کیونکہ یہ اس عورت کے حق میں بہتر ہے اور اگر یہ رضاعی ماں بچے کو دودھ پلاتی ہے تو اس کے تمام اخراجات کی ذمہ داری بچے کے باپ پر عائد ہوتی ہے ۔[51]

ڈاکٹر عبدالمعطی بیومی ، رکن مجمع البحوث الاسلامیہ و سابق پرنسپل کلیۃ اصول الدین جامعۃ الازہر (مصر) کی رائے میں یہ صورت جائز ہے۔ انہوں نے اسے " رضاع '' کے مسئلے پر قیاس کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جس طرح شریعت نے بچے کو ماں کے علاوہ کسی دوسری عورت کے لیے دودھ پلانا جائز قرار دیا ہے ، بچہ اس کے دودھ سے تغذیہ حاصل کرتا اور پرورش پاتا ہے ۔ اسی طرح جنین کی تشکیل اصلاً شوہر کے نطفہ اور بیوی کے بیضہ سے ہو جاتی ہے ۔ کسی دوسری عورت کا رحم اس کو صرف غذا فراہم کرتا ہے۔ اس لیے اگر کچھ احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں ، مثلاً یہ کہ اپنا رحم پیش کرنے والی عورت اگر شادی شدہ ہو تو اس زمانے میں اس کا شوہر اس سے مباشرت نہ کرے ، تاکہ اختلاط نسب کا خدشہ نہ پایا جائے تو اس صورت کو جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔[52]

سمیعہ مقبول نیازی جو کہ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں - شریعہ اور قانون کے خواتین کیمپس میں شعبے کی چیئرمین اور اسسٹنٹ پروفیسر ہیں ۔سمیعہ مقبول کے مطابق علماء نے جو بھی دلائل دیئے ہیں وہ مکمل طور پر استیجار الرحم کے عمل یا نظریے کے مخالف نہیں ہیں بلکہ مصنفہ کے مطابق اسلامی ادب میں کہیں نہ کہیں اس عمل کے لئے حوصلہ افزاء دلائل ضرور ہوں گے۔ جس کا انہوں نے اپنے مضمون میں تذکرہ کیا ہے۔ لکھتی ہیں کہ جہاں ایسے محروم جوڑوں یا خواتین کے لئے معاونی تولیدی طریقہ کار امید کی ایک روشن کرن ہیں وہاں علماء اور فقہاء نے اس کو حرام بلکہ دوزخ میں دھکیلنے کا ذریعہ قرار دیتے ہیں، علماء اور فقہاء کے علاوہ بہت سے ڈاکٹر جو خود کو اسلامی طبّی اخلاقیات کے علم بردار کہتے ہیں اس کو غلط کہتے ہیں بلکہ کچھ ماہر طبّی اخلاقی ڈاکٹر تو اس کو گناہ کبیرہ کا *Label* لگاتے ہیں۔ مصنفہ ان دلائل سے اس طرح تعارض کیا:

علماء کی پہلی دلیل سورہ مجادلہ کی آیت 2 ہے: اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓئِیْ وَلَدْنَهُمْ '' ان کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے ان کو پیدا کیا " مصنفہ کے مطابق سیاق میں یہ آیت 'ظہار' کے ذریعے طلاق دینے کے لئے استعمال ہوئے ہیں اور یہ بھی طلاق کا صحیح

طریقہ نہیں اس لئے کہ آپ اپنی بیوی کو ماں نہیں کہہ سکتے کیونکہ اس نے آپ کو جنم نہیں دیا۔

استیجارالرحم کامعاملہ ''رضاع'' جیسا ہے اور اگر رضاعت یا *Wet Nurse* کی اجازت ہے تو پھر کسی دوسری عورت کے بطن کو نطفہ کی پرورش کے لئے استعمال کرنے میں بظاہر کوئی حرج نظر نہیں آتا۔

دوسری مضبوط ترین دلیل جو دی گئی ہے وہ حدیث مبارکہ ہے: "لا یحل لامرء یومن باللہ والیوم الاٰخر ان یسقی ماء ہ زرع غیرہ۔" اس حدیث مبارکہ کو تمام علماء نے استیجارالرحم کی ممانعت کے لئے دلیل کے لئے پیش کیا ہے، کہ کوئی شخص اپنے نطفے سے کسی دوسری عورت کو حاملہ کرے یہ ایک ناجائز عمل ہے اور زنا کے مترادف ہے۔مصنفہ کے مطابق مرد کا نطفہ کسی دوسری عورت کے رحم میں بے غیر جنسی تعلق کے ڈالنے کے معاملے کو زنا کہنا مکمل طور پر ''ناقص''اصطلاح ہے۔اول سیاق کے مطابق شرح میں فتح کے بعد دشمن کی عورت کے ساتھ ہم بستری کرنے کی اجازت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے جنگجوؤں سے ایسی حاملہ خواتین سے جن کے بطن میں پہلے سے ان کے شوہر کا نومولود (جنین) موجود ہے نامناسب مباشرت کرنے کا فرمایا، یہ شرح ہے کسی دوسرے کی کھیتی کو پانی دینے کی۔

دوسرا، زنا اپنی مخصوص شرائط کے ساتھ ایک 'جرم ' ہے۔ ان تمام شرائط کا زنا کی حد کے لئے پورا ہونا ضروری ہے۔ ام المستاجر کے معاملے میں یہ شرائط بالکل موجود نہیں ہیں۔اس طرح یہ زنا نہیں ہے۔

مصنفہ لکھتی ہے کہ یہ کوئی اخلاقی مسئلہ نہیں ہے بلکہ قانونی مسئلہ ہے، اور قانون کے مطابق یہ زنا نہیں ہے ،زنا کے لغوی مفہوم (دلالۃالناس) میں نطفہ کا دخول شامل نہیں ہے۔ شافعی مسلک کے مطابق بھی زنا کے لئے دخول شرط ہے۔

ناجائز ہونے کی ایک وجہ '' مشت زنی ''یا''جلق'' ہے جو ناجائز ہے۔لیکن جلق تسکین کے لئے نہیں بلکہ ایک طبّی عمل میں تعاون کرنا ہے۔

ایک اور روایت کو دلیل بنایا گیا کہ 'الوَلَدُ لِلفِرَاشِ وَلِلعَاھِرِ الحَجَرُ' جس کا مفہوم ہے کہ ولدیت کا حق صرف اس شخص کا ہے جس کی بچے کی ماں سے شادی ہوئی ہے۔ بحث یہ ہے کہ اگر عطیہ کیا ہوا نطفہ یا شوہر کا نطفہ کو اس عطیہ میں خلط ملط کر کے بیوی کے بطن میں رکھا جائے تو بھی بچہ شوہر کے ساتھ ہی منسوب ہوگا۔اس دلیل میں بنیادی نشانہ مطلوبہ ماں ہی ہے وہ اصل ماں متصور نہیں ہو سکتی جبکہ بچہ ام المستاجر کے بطن سے ہو۔جواب یہ ہے؛ ناجائز دخول کے الزام پر میاں اور بیوی دونوں کو 'لعان' کے ضابطے سے گزرنا پڑتا ہے، اگر دونوں قسم اٹھالیں تو عورت کے بیان کو ترجیح دی جاتی ہے ،بچے کی پیدائش پر شوہر کو سات دن میں یا پیدائش کے بعد کی مدت میں ولدیت سے انکار کرنا ہوتا ہے اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو بچہ اس سے منسوب ہو جاتا ہے، یہ طریقہ کار 'الوَلَدُلِلفِرَاشِ' کے اصول کے تحت ہے ۔اس روایت کی حقیقت یہ ہے کہ بچہ اسی سے منسوب ہوگا جس کو جنسی تعلقات بنانے کی قانونی رسائی حاصل ہوگی۔اسی طرح لونڈی سے پیدا ہونے والا بچہ اس کے مالک کا ہے۔

اس بحث کے بعد سمیعہ صاحبہ نے ام المستاجر کے تمام طریقہ کاروں میں اپنے دلائل کی روشنی میں کچھ کو جائز اور کچھ کو

غلط کہا ہے، ان میں سے وہ اقسام جن میں نہ تو سماجی ماں (حیاتیاتی) اور نہ ہی سماجی باپ (حیاتیاتی) کا نطفہ اور بیضہ سے جینیاتی طور پر کچھ لینا دینا نہیں ہوتا، ایسی صورتیں لے پالکی سے ملتی جلتی ہیں۔ ان اقسام کے بعد وہ صورتیں جن نطفہ، بیضہ یا بطن میں سے کوئی ایک چیز ام المستاجر سے تعلق رکھتی ہے، تو یہ ایک سائنسی اور قانونی مسئلہ ہے جسے انہی بنیادوں پر حل ہونا چاہیے۔ البتہ یہاں مصنفہ کا کہنا ہے کہ سماجی والدین (حیاتیاتی) کو ہی اصل والدین ہونے کا حق حاصل ہونا چاہیے۔ ام المستاجر کی حیثیت رضاعی ماں کی سی ہے جو ایک معاہدے کے تحت مقررہ معاوضے کے عوض یہ خدمت انجام دے رہی ہے، معاہدے کے تحت نومولود کی تحویل ولادت کے بعد سماجی والدین کی ہے جس پر ام المستاجر کو عمل کرنا ہوگا۔

دوسرا مسئلہ وراثت کا ہے تو یہ معاملہ ''ہبہ'' اور ''ولاء'' سے حل ہو جاتا ہے۔ اور پھر جب اس بچے کا کوئی بہن بھائی نہیں ہوگا تو پھر اس بچے کی فلاح اور بہتری کے لئے ہی ہے۔ بچے کو اس کی پیدائش کی حقیقت سے آگاہ کرنا بچے کے حق میں بہتر ہے۔

آخر میں مصنفہ نے استیجار الرحم کے معاملہ کو مکمل طور پر قانونی مسئلہ کہا ہے اور علماء اور طبّی ماہرین کو اس کو قانونی طور پر ہی حل کرنا چاہیے اور جو لوگ ان معاملات سے واقف نہیں ہیں ان کو یہ مسئلہ مفسرین پر چھوڑ دینا چاہیے۔[53]

خلاصہ بحث:

استیجار الرحم بانجھ پن کا ایک جدید سائنسی علاج ہے جس میں ایک اجنبی عورت کسی دوسرے میاں بیوی کے نطفہ سے حاملہ ہو کر ایک مقرر معاوضہ کے لئے ان کا بچہ پیدا کرتی ہے، اس عمل کو تقریباً مسلم فقہاء اور علماء نے زنا پر اختلاط نسب کی بنا پر قیاس کرتے ہوئے ناجائز اور حرام قرار دیا ہے ساتھ ہی نطفہ اور بیضہ کی خرید و فروخت، رحم کی کرایہ داری، معالجین کا اس عمل کی مشق کرنا بھی ناجائز کہا ہے اور فقہ اکیڈمی اور تنظیموں نے بھی متفقہ یہی فیصلہ دیا ہے۔ مانعین کے مطابق اس عمل کے معاشرے پر بہت سنگین اثرات مرتب ہوں گے جن میں بے راہ روی اور غریب عورتوں کا استحصال سرفہرست ہے۔ تاہم ڈاکٹر یوسف قرضاوی (مصر)، ڈاکٹر عبدالمعطی بیومی (جامعۃ الازہر مصر) اور سمیعہ مقبول نیازی (بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد) نے چند شرائط کے ساتھ اس عمل کو رضاعت پر قیاس کرتے ہوئے جائز قرار دیا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

1۔ عثمانی، محمد تقی، مفتی۔ جدید معاشی نظام میں اسلامی قانون اجارہ۔ ادارہ المعارف کراچی۔ ص: 13۔

2۔ ابن منظور (المتوفی: 711ھ)۔ لسان العرب، مادہ (رحم) دار صادر – بیروت، ط: 3 - 1414ھ۔ ص 230۔

3۔ مجلة جامعة دمشق للعلوم الاقتصادية والقانونية، المجلد 27، العدد الثالث- 2011۔

4 - *Encyclopedia Britannica, Inc., (**Article Title:** Surrogate motherhood).*

[5] - https://en.wikipedia.org/wiki/Surrogacy#Types_of_surrogacys

[6]- McGraw-Hill Dictionary of Scientific & Technical Terms, Inc.

[7]- Ovulation refers to the release of an egg during menstruation in female

[8]- https://www.medicalnewstoday.com/articles/217986.php

[9]- The Columbia Electronic Encyclopedia, Article: IVF.

[10]- https://pacificfertility.ca/blog/ivf-procedure-get-pregnant

[11]-النحل16: 72

[12]-الروم 21:30

[13]۔سنن ابی داؤد، باب فی وطئ السبایا، حدیث: 2158،ج: 2،ص:248۔ مسند احمد بن حنبل، کتاب: حضرت رویفع بن ثابت، حدیث:16990، ص:199۔السنن الکبری للبیھقی، باب: استبراء من ملک الامۃ،ج: 7، حدیث:15588، ص:738۔

[14] النور :24 30۔31

[15] ۔ المؤمنون23 5-6:

[16]۔ آل عمران 3:14

[17]۔البخاری، محمد بن إسماعیل بن إبراہیم بن إبو عبد اللہ (المتوفی: 256ھ-)۔ صحیح البخاری،ج: دوم، حدیث نمبر: 765، مرفوع مکررات 7 متفق علیہ 5۔

[18]۔ایضاً، حدیث نمبر:6385،کتاب الفرائض،ج: 3۔

[19]-الاحزاب 33 4-5:

[20]۔ القرطبی ،ابو عبد اللہ محمد بن احمد شمس الدین (المتوفی: 671ھ-)۔ تفسیر قرطبیؒ ۔ ترجمہ: الازہری،احمد کرم شاہ۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز کراچی۔ پاکستان 2012۔ط: 1۔ج: 7، ص: 346۔

[21]۔ مجلۃ المجمع، عدد ثانی: 515/1۔

[22]۔ مجلۃ جامیہ دمشق للعلوم الاقتصادیۃ والقانونیۃ۔ مجلد 27۔ عدد ثالث 2011.۔

[23] سنن ابو داؤد، ۱/ ۲۹۳ کتاب وطی السبایا۔

[24] حجۃ اللہ البالغہ ۲/ ۱۳

[25]۔رحمانی، خالد سیف اللہ۔ جدید فقہی مسائل۔ زمزم پبلشرز۔ جلد5/ص: 98-101۔

[26] -Zindgienau.com/

[27] -http://www.tanzeemulirshad.com/page.php?id=723

[28]۔ دکتور وھبہ الزحیلی (اردو ترجمہ)۔الفقہ الاسلامی وادلتہ۔دار الاشاعت اردو بازار کراچی، پاکستان۔2012ء۔ج: 6، ص: 34۔

[29]۔ الفرقان 54:25

[30]۔الحاکم، ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ النیسا پوری (متوفی: ۴۰۵ھ)۔المستدرک علی الصحیحین، ج:2، ص:773۔

31۔ یہ قول شیخ محمد نعین یاسین اور شیخ محمد فوزی فیض اللہ کا ہے جو ۔اسلام کی روشنی میں تولیدی عمل ۔کے سیمینار منعقدہ 11 شعبان 1403ھ میں پیش کیا، یہی بحث دکتور مصفیٰ زرقانے ۔ٹیسٹ ٹیوب تولید۔ کی سلسلے میں کی۔

32۔ غافر 67 : 40

33۔ صحیح البخاری، باب شراء المملوک من الحربی وھبتہ وعتقہ، حدیث رقم: 2218،ج: 3،ص: 81۔

34۔الاحقاف :46 15

35۔ الحاکم،ابو عبداللہ ۔المستدرک علی الصحیحین، کتاب الطلاق،ج:2،ص:783۔

36 ماخوذ ھدایہ: ۱۳/۲ باب ثبوت نسب

37۔ منصور پوری، سید محمد سلمان۔ کتاب المسائل۔ المرکز العلمی للنشر والتحقیق مرادآباد۔ انڈیا۔ج: 5،ص: 454۔

38۔الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب الطلاق/الباب التاسع عشر فی النفقات ،الفصل الأول ا ر ۵۴۷ قدیم زکریا

39 ماخوذ قضایا عملیۃ تنتظر احکامھا الشرعیۃ

40۔ ابن قدامۃ، ابو محمد موفق الدین عبد اللہ بن احمد (التوفی: 620ھ)۔ الکافی ۔ دار الکتب العلمیۃ،ط: 1، 1414ھ- 1994م ۔ فصل اسباب وراثت، ج: 2، ص: 294۔

41۔ ابن قدامۃ ،ابو محمد موفق الدین ۔ المغنی۔ مکتبۃ القاہرۃ، بدون طبعۃ، 1388ھ - 1968م۔ فصل النکاح الفاسد لایثبت بہ التوارث بین، ج: 6، ص: 393۔

42۔ فقہاء کے ہاں احکام کے تین درجات ہیں: ضرورت، حاجت اور تحسین، ضرورت وہ احکام ہیں، جو حفاظت دین، عقل، نفس، مال اور نسل کے تحفظ کے لئے ناگزیر ہوں، حاجت وہ ہیں جو ناگزیر تو نہ ہوں، لیکن ان کی رعایت نہ کی جائے تو سخت مشقت کا سامنا ہو، اور تحسین وہ احکام ہیں جو ان امور کے لئے سہولت کے لئے ہوں۔

43 - *Federal Shariat Court of Pakistan on Surrogacy: From Judicial Islamization of Laws to Judicial Legislation. https://lawmatterspakistan.blogspot.com/2017/08/federal-shariat-court-of-pakistan-on.html*

44۔ اسماعیل پچھولوی۔ فتاوی دینیہ۔ محمود شبیر راندیری۔ جلد 5۔ جلد 5، ص: 330۔

45۔الکاسانی، علاء الدین، ابو بکر بن مسعود بن احمد الحنفی (التوفی: 587ھ)۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، فصل فی الشرط الذی یرجع الی المعقود علیہ، ج:5، ص:142۔

46۔ شرح صحیح مسلم، ج:6، ص:482۔

47۔ علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل۔ الہدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی۔ احیاء التراث العربی - بیروت – لبنان۔ باب الاجارۃ الفسادۃ، ج: 3، ص:238۔

48۔ ماہنامہ الحق مارچ 2010ء۔ سمیع الحق، مولانا۔ مؤلف: جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ پاکستان۔ ص: 59۔

49۔ البرکتی، محمد عمیم الاحسان المجددی ۔ قواعد الفقہ۔ الصدف ببلشرز – کراتشی،ط: 1(1407 – 1986)۔ باب

القواعدالفقہیہ،ج:1،ص:81۔

[50]۔ بعلاء الدین الحصکفی (المتوفی: 1088ھ)۔ الدر المختار شرح تنویر الأبصار وجامع البحار دار الکتب العلمیۃ،ط:1(1423ھ) ۔ باب توی ذوی الارحام،ج:1ص:769۔

[51]۔یوسف القرضاوی۔ فتاویٰ معاصرہ ، قضایا عملیۃ تنتظر احکامھاالشریعۃ،شتل الجنین۔ص:345،*www.qaradawi.net/*

[52] *alwaqiamagzine.wordpress.com/2014/07/18/womb-on-rent-and-the-islamic-point-of-view/*

[53] - *Islamic Law and the Surrogate Mother, Article by Samia Mabool Niazi (Assistant Professor at International Islamic University, Islamabad).*